ڈاکٹر رشیدہ حسن

عورت کا مقام ''شاہنامہ فردوسی'' کے حوالے سے

Ferdusi a prominent poet of Persian Literature expresses his feeling about the 'women'. He praises the braveness of women in his Shahnama. This article is a critical appreciation of the Shahnama from this angle.

عورت ابتدائے آفرینش سے ہی محروم ومقدس رہی ہے۔ تخلیق انسانی کے ساتھ ہی عورت کی قدر و منزلت، آدم کو باور کرادی گئی تھی۔ جنت کی نعمتوں کے استفادے میں حوا اور آدم دونوں برابر کے شریک ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

''وقلنا یادم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منھا رغداً حیث شئتما۔''

''اور ہم نے کہا۔ اے آدم، رہا کر تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو۔''[1]

عورت تاریخ سے ماقبل ادوار ہوں یا بعد کے مرد کی زندگی میں نصف بہتر اور مجموعاً بہترین عامل کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ نہ صرف بچوں کی پرورش اور نگہداشت اور گھر کی نگہداری کے فرائض سے بہ حسن وخوبی عہدہ برآ ہوتی ہے، بلکہ ہنر وفن کی ترقی۔ ایجادات واکتشافات، غرض ہر قسم کی ترقی و پیشرفت میں مرد کے شانہ بہ شانہ مصروف عمل رہی ہے۔ وہ مرد کی نسبت زیادہ تحمل و بردباری کی حامل ہے۔ بچوں کی پرورش اور امور خانہ کی انجام دہی بہ ذات خود ایک مشقت طلب امر ہے۔ جس کی انجام دہی کو عورت، طبعاً اپنا فرض گردانتی ہے۔

ہر دور میں گھر کے داخلی امور کے علاوہ، عورت خارج از خانہ ذمے داریوں سے بھی عہدہ برآ ہوتی ہے۔ کھیتوں اور کھلیانوں میں زراعتی امور ہوں یا کارخانوں میں بھاری مشینری کے ساتھ سروکار ہو، چرخے کی کوک کے ساتھ وابستہ ہو یا کرسی صدارت پر براجمان ہوں، ہر شعبہ زندگی میں اپنے فرائض کو انتہائی خلوص اور جانفشانی سے ادا کرنے میں شاید مردوں سے بہتر ثابت ہوئی ہے۔ یہ صنف نازک بھاری ذمے داریوں کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھائے رہی ہے۔ صفا و صمیمیت اور محبت واخلاص کا یہ پیکر، اپنے دامن پر مہر میں عظیم مردوں کو پرورش دیتی رہی ہے۔ یہ عورت ہی ہے جس کے سایہ دانش وبینش میں مرد

Scanned by CamScanner

پروان چڑھتا ہے۔ تاریخ اسلامی میں ایسی بے شمار مقدس و عالی قدر خواتین کا ذکر ملتا ہے۔

معروف صحابیہ ام عطیہ کہتی ہیں:

''میں سات جنگوں میں پیغمبر اسلامؐ کے ہمراہ تھی اور لشکر اسلام کے سپاہیوں کے لیے کھانا تیار کرتی تھی اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھی۔''

شعراء نے جہاں عورت کے حسن و زیبائی کے قصیدے پڑھے۔ اس کے ہجر کے فسانے کہے۔ وہیں عورت کے مقام و عظمت کو بھی مورد بحث قرار دیا ہے۔ فردوسی طوسی، ایران کا معروف حماسہ سرا شاعر جس نے ایران اور ایرانیت کو حیات جاوداں بخشی، اولین شاعر ہے جس نے اپنی نادر تصنیف شاہنامہ میں عورت کی عظمت و مقام والا کو ثابت کیا ہے اور عورت کو اس قدرت و توانائی کا مظہر قرار دیا ہے جو انسان کو پستی اور گمنامی سے نجات دلا کر اعلیٰ وارفع مقام تک پہنچاتی ہے۔

''شاہنامہ فردوسی'' میں حکیم ابوالقاسم فردوسی نے عورت کا ذکر انتہائی اعلیٰ اوصاف کی حامل ہستی کے طور پر کیا ہے۔ یہی وہ ہستی ہے جس نے نوابغ روزگار کو جنم دیا ہے اور مرد کے لیے منبع الہام ثابت ہوئی ہے۔ فردوسی نے بارہا اعتراف کیا ہے کہ عورت کی جاذب شخصیت اور اس کی وفا اور محبت ہی ہے جو نہ صرف یہ کہ مرد کو بڑی سے بڑی مہمات کو سر کرنے کی ہمت دلا کر میدان کارزار تک پہنچاتی ہے بلکہ اس کی کامیابیوں سے ہمکنار ہونے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے اور یہ کہ مرد کی کل سرگرمیوں کا محور عورت ہے کہ وہ صرف اس کی شریک زندگی ہی نہیں، بلکہ اس کی تلخ کامی کو اپنی محبت سے شیرینی میں مبدل کرتی ہے اور اسے غم واندوہ سے نجات دلاتی ہے۔ شاہنامہ فردوسی کی رو سے، عورت زندگی کے تمام امور میں مرد کی دمساز و معاون ہے۔ وہ جنگ و جدال کا میدان ہو۔ مراحل عشق ہوں یا تربیت فرزند!

خود شاہنامے کی تخلیق میں عورت کا کردار ایک معاون و مددگار کے طور پر ثابت ہوتا ہے۔ مقدمے کے اشعار پر نگاہ دوڑائیں۔ مختصراً باعث تحریر داستان شاہنامہ عورت ہے۔ شاعر (فردوسی) طوس کے ایک باغ میں لیٹا ہے۔ یہ باغ اس کی رہائش گاہ سے متصل ہے۔ چاند بادلوں میں چھپا ہے۔ تاریکی نے ہر سو چادر پھیلا رکھی ہے اور تاریکی اور تنہائی باغ کے منظر کو وحشتناک کیے دے رہی ہے۔ اس تیرہ و تار شب میں شاعر یکہ و تنہا، سونے کے لیے آنکھیں بند کرتا ہے لیکن کروٹ پہ کروٹ بدلتا ہے اسے نیند نہیں آ رہی۔ دہشت اور تنہائی خوف میں مبدل ہوتی ہے تو وہ اپنی شریک حیات کو آواز دیتا ہے جو گھر میں سوئی ہوئی ہے۔ وہ بیدار ہو کر باغ میں آتی ہے۔ اس سے چراغ لانے کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ پریشان ہو کر پوچھتی ہے کہ آج رات کیا بات ہے، تمہیں نیند نہیں آ رہی؟ اور یہ کہ اتنی رات گئے چراغ کی کیا ضرورت ہے؟ جواب ملتا ہے، کیسے سوؤں نیند نہیں آ رہی، اگر چراغ لے آؤ تو تمہارا ممنون ہوں گا۔ آخرکار چراغ و جام و میوہ فراہم کیا جاتا ہے اور کچھ لمحے موسیقی سے اسے سکون فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد فردوسی کی شریک حیات کہتی ہے کہ میں تمہیں ایک قدیم کتابچے سے داستان سناتی ہوں جو رزم و بزم،

Scanned by CamScanner

فریب ومحبت اور دانا اور صاحب فراست لوگوں کے واقعات پر مشتمل ہے۔ فردوسی کے اصرار پر وہ اس سے وعدہ بھی لیتی ہے کہ ان داستانوں کو نظم میں ڈھالتا ہے۔ (گویا شاہنامے جیسے شاہکار رزمیہ منظومے کی تخلیق کا محرک ومسبب بھی ایک عورت ہے) جواباً شاعر وعدہ کرتا ہے کہ جیسے جیسے تمہاری زبان سے سنوں گا اسے ویسا ہی منظوم کرلوں گا۔ مجھے امید ہے تمہارے اس عمل سے میری مضطرب طبیعت قرار پائے گی اور پھر وہ اسے اپنے اشعار میں "مہربان" اور "نیکی شناس" کے الفاظ میں مخاطب کرتے ہوئے اپنی ہمسر کے لیے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے شاہنامہ اسلام کے ابتدائی اشعار:

نبد هیچ پیدا نشیب و فراز — دلم تنگ شد زان درنگ دراز
بدان تنگی اندر بجستم ز جای — یکی مهربان بودم اندر سرای
خروشیدم و خواستم زو چراغ — در آمد بت مهر باغ به باغ
مرا گفت شمعت چه باید همی — شب تیره خوابت نیاید همی
بدو گفتم ای بت نیم مرد خواب — بیاور یکی شمع چون آفتاب
بنه پیشم و بزم را ساز کن — به چنگ آر چنگ و می آغاز کن
برفت آن بت مهر بانم زباغ — بیاورد رخشنده شمع و چراغ
می آورد و نار و ترنج و بهی — زدوده یکی جام شاهنشهی
گهی می گسارید و گه چنگ ساخت — تو گفتی که هاروت نیرنگ ساخت
دلم بر همه کار پیروز کرد — شب تیره همچون گه روز کرد
مرا مهربان یار بشنو چه گفت — ازان پس که گشتیم با جام جفت
مرا گفت آن ماه خورشید چهر — که از جان تو شاد باشد سپهر

فردوسی گویا اس خاص موقعے تک (جب شاہنامے کی داستانوں کا آغاز ہوتا ہے) بیژن اور منیژہ اور دفتر باستان (قصہ ہائے کہن) سے زیادہ واقف نہیں تھا۔ داستان سرائی کے دوران فردوسی کی شریک حیات اس داستان کی خصوصیات کو یوں بیان کرتی ہے۔

بپیمای می تا یکی داستان — ز دفتر برت خوانم از باستان
که چون گوش ات از گفت من یافت بر خ — شگفت اندرو مانی از کار چرخ

ان لمحات میں فردوسی، داستان گو (اپنی شریک حیات) کو اپنی انبساط طبع اور شادمانی کا منبع قرار دیتا ہے۔

ز تو طبع من گردد آراسته — ایا مهربان یار پیراسته
چنان چون ز تو بشنوم در به در — به شعر آورم داستان سر به سر

Scanned by CamScanner

بگویم پذیرم زیزدان سپاس ، ایا مہربان جفت نیکی شناس
بخواند آن بت مہربان داستان ز دفتر نوشتہ گہ باستان ؎

شاہنامے میں یہ نکتہ کاملاً واضح و آشکار ہے کہ متعدد معاملات میں عورت کے تدبر و تعقل کے نتیجے میں اور اس کے ذہن رسا کی مدد سے پیچیدہ مسائل حل ہوئے ہیں۔ مثلاً جب سام کابلستان پر حملے کا ارادہ کرتا ہے اور سام اور مھراب کابلی کی جھڑپ کے نتیجے میں کابلستان کی بربادی کے امکانات پیدا ہوتے نظر آتے ہیں، تو سیندخت، مھراب کابلی کی زوجہ اور رودابہ کی ماں، متوقع جھڑپ کو روکنے کی حتی المقدور کوشش کرتی ہے اور اپنے تدبر سے پہلے اپنے سخت گیر شوہر کو یہ بات باور کرانے میں کامیاب ہو جاتی ہے کہ مال کے بدلے اہل کابل کی جانوں کی حفاظت کرے اور پھر:

چنین گفت سندخت با پہلوان
کہ بارای تو پیر گردد جوان
بزرگان زتو دانش آموختند
بہ تو تیرہ گیتی برافروختند
سر بیگناہان کابل چہ کرد
کجا اندر آورد باید بکرد
ازان ترس کہ ہوش و زور آفرید
درخشندہ ناھید و ھور آفرید
نباید چنین کارش از تو پسند
میان رابہ خون ریختن برمبند
تو دانی نہ نیکو ست خون ریختن
ابا بیگناھان بر آوریختن ؎

اور پھر ہدایا اور تحایف لے کر سام کے ساتھ ملاقات و مذاکرہ کرتی ہے۔

چو شد ساختہ کار خود برنشست چو گردی بہ مردی میان رابہست
یکی ترک رومی بہ سر برنھاد یکی بارہ زیر اندرش ھمچو باد
بیامد گرازان بہ درگاہ سام نہ آواز داد و نہ برگفت نام
بہ کارآگھان گفت تا ناگھان بگویند با سرفراز جھان
کہ آمد فرستادہ کابلی بہ نزد سپھبدیل زابلی

اور پھر سام اس شیر دل عورت کی حرکات اور مدلل باتوں سے حیرت زدہ ہو جاتا ہے اور وہ اسے احساس دلا دیتی ہے کہ کابلستان کے عوام کے ساتھ جنگ کے ارادے سے باز آ جائے آخر بے گناہ لوگوں کا کیا

Scanned by CamScanner

قصور ہے کہ وہ سام کے حملے کا شکار ہوں۔ یہاں سیندخت کا کلام بلاغت اور موقع شناسی کا بہترین شاہکار ہے۔

که من خویش ضحاکم ای پهلوان / زن گرد مهراب روشن روان

همان مام رودابه ماهروی / که دستان همی جان فشاند بروی

آخر کار اپنی اس دانش مندی کا صلہ دیکھ لیتی ہے۔

لب سام سیندخت پرخنده دید / همه بیخ کین از دلش کنده دید

گویا امور شاہی میں بہترین مشیر اور خاج از کشور بہترین سفیر، عورت ہے۔ شاہنامہ میں خواتین کو جب تاج وتخت سونپا گیا، تو انتہائی شائستگی اور استعداد کے نتیجے میں سیاسی اور بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہترین حاکم وفرمانروا ثابت ہوئی ہیں۔

بھمن شاہ، اپنی صاحبزادی 'ھما' کو ولی عھد نامزد کرتا ہے۔ اس کی وصیت کے مطابق، ھما، تاج وتخت کی مالک بن جاتی ہے اور زمام حکومت ہاتھ میں لے کر بہ طریق احسن اپنے فرائض انجام دیتی ہے۔ بہ قول فردوسی:

همای آمد و تاج برسر نهاد / یکی رای و آیین دیگر نهاد

سپه را همه سر به سر بارداد / در گنج بگشا دو دینار داد

ز دشمن به هر سوی که مهتری / فرستاد برهر سوی لشکری

ز چیزی که رفتی به گرد جهان / بدو نیک بروی نبودی نهان

به گیتی جز از داد و خوبی نخواست / جهان را سراسر همی داشت راست

جهان می شده ایمن از داد وی / به گیتی نبودی جز از یاد وی

گشتاسب کی تخت نشینی کے قصے میں اسفندیار حرص وطمع سے مغلوب ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے باپ گشتاسب کی زندگی میں ہی تاج وتخت پر قبضہ کر لے۔ لیکن اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا۔ باپ کے ساتھ شرط باندھتا ہے کہ اگر رستم کے ساتھ جنگ کر کے اسے شکست دے دے اور گرفتار کر کے لے آئے، تو وہ تاج وتخت اس کے حوالے کر دے۔ لیکن کتایون اسفندیار کی ماں نہ صرف بہ طور ماں، بیٹے کی بہترین ناصح ثابت ہوتی ہے بلکہ اپنے شوہر کی حامی و پشتیبان بھی ہے۔ وہ بیٹے کو ان الفاظ میں اس ناپسندیدہ اور قبیح اقدام سے روکتی ہے:

مده از پی تاج سر را به باد / که با تاج خود کس زمادر نزاد

پدر پیرگشته است و برنا تویی / به زور و به مردی توانا تویی

سپه یکسره بر تو دارند چشم / میفکن تنت در بلا هابه خشم

پدر بگذرد گنج و تاجش تراست / جهان کشور و تخت عاجش تراست

جز از سیستان در جهان جای هست | جوانی مکن تیز و منمای دست
مرا خاکسار دو گیتی مکن | ازین مهربان مام بشنو سخن
تو رزم تهمتن به بازی مدار | مخور باتن و جان خود زینهار

جواباً اسفندیار کہتا ہے کہ فرمان شاہی سے روگردانی نہیں کر سکتا اور اگر رستم کا سر جھکا دیا تو اس (رستم) کی سبکی بھی ہوگی اور اس کا غرور بھی ٹوٹ جائے گا۔ لیکن ماں گریہ وزاری سے، منت وسماجت سے اسے نصیحت کرتی ہے کہ ہوش کے ناخن لو، اور ماں کی نصیحت سنو کہ رستم کو آج تک کوئی شکست سے دوچار نہیں کر سکا، تم بھی اس ارادے سے باز آ جاؤ۔

بپارید خون از مژه مادرش | همه پاک برکند موی از سرش
بد و گفت کای زنده پیل ژیان | زنیرو همی خوار داری روان
نیارد سراندر به پیمان تو | نه هرگز در آید به فرمان تو
ز مادر سخن در پذیر و مرو | به رای و خرد پند مادر شنو8

خواتین کی حکمرانی کے ضمن میں پوراندخت اور آزرمیدخت، کی بادشاہت کا ذکر بھی آتا ہے یہ دونوں خواتین اس وقت زمام حکومت سنبھالتی ہیں جب اپنے ملک کے حالات کے پیش نظر بالکل ناامید ہو جاتی ہیں۔ ملک میں نفسانفسی اور خودغرضی کی فضا چھائی ہے اور لوگ پھر سے مزدک اور مانی کے ظہور کے منتظر ہیں۔ تاکہ کوئی انہیں اس بے یقینی کے حالات سے نجات دلا سکے۔ ایسے میں پوراندخت، تخت سلطنت پر بیٹھتی ہے اور امور مملکت کو سنبھالتی ہے۔ وہ عدل وانصاف کی داغ بیل ڈالتی ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ اس کی قلمرو میں کوئی غریب اور حاجت مند نہ رہے۔ کسی کے ساتھ ناانصافی اور ظلم نہ ہو۔

چنین گفت پس دخت پوران که من | نخواهم پراکندن انجمن
کسی را که درویش باشد به گنج | توانگر کنم نماند به رنج
مبادا به گیتی کسی مستمند | که از داد او برمن آید گزند9

فردوسی نے آزرمیدخت کو عدل وانصاف کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے اس کی صفات یوں بیان کی ہیں:

یکی دختری بود آذرم نام | ز تاج بزرگی شد او شاد کام
بیامد به تخت کئی برنشست | گرفت او همی این جهان را به دست
نخستین چنین گفت کای بخردان | جهان دیده و کار کرده روان
همه کار برداد و آئین کنید | کزین پس همه خشت بالین کنید
هر آنکس که باشد مرا دوستدار | چنانم مراورا، که پروردگار
مراورا به دینار یاری کنم | گنه گر کند، بردباری کنم
کسی کو ز پیمان من بگذرد | بپیچد ز آیین وراه خرد

Scanned by CamScanner

به خواری تنش را برآرم به دار　　　　زدهقان و تازی و رومی سوار[11]

یہ دونوں خواتین عادل اور منصف اور ذہین حکمران گزری ہیں۔ عدل وانصاف کی رو سے اعلیٰ کردار کی حامل تھیں۔ ان کی یہی صفت انہیں اس زمانے کے مردوں سے ممتاز کرتی ہے کہ سیاسی اور حکومتی امور میں مردوں پر ترجیح رکھتی تھیں۔ شاہنامہ فردوسی میں زندگی کے تمام اہم معاملات میں عورت کو سہیم وشریک قرار دیا گیا۔ مثلاً ''داستان گردویہ اور بھرام چوبینہ'' میں گردویہ ایک ذہین اور خردمند ملکہ ہے اور واقعات کی تہہ کو جانچنے والی سیاستمدار ہے۔ ہر کام میں اپنے بھائی بھرام چوبینہ کی رہنمائی کرتی ہے اور اسے مشکل وقت میں نصیحت کرتے ہوئے مسائل سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ دیتی ہے اور کبھی کبھی اس کے رویے کو موردِ تنقید قرار دیتی ہے۔ فردوسی نے اس خاتون کی دانش، بزرگ منشی، اور قدر ومنزلت کو سراہا ہے۔ یہ خاتون اس حد تک ذہین اور عقل مند ہے کہ جب خسرو پرویز نے لشکر روم اور اہالیان آذربائیجان کی مدد سے بھرام کو شکست دے کر زمام اقتدار ہاتھ میں لی تو اس نے اپنی کامیابی اور مقام ومنزلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خسرو پرویز کو ہدایت کی کہ رے کے حاکم کو جسے لوگوں کی تادیب وتنبیہ کے لیے وہاں بھیجا گیا تھا، برطرف کردے اور شہر کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لے۔ وہاں گردویہ اپنی پراثر تقاریر سے اپنے بھائی کو متاثر کرتی ہے۔

تراچند گویم سخن نشنوی　　　　به پیش آوری تندی و بد خویی
نگر تاچه گوید سخنگوی بلخ　　　　که باشد سخن گفتن راست تلخ
هرآنکس که آهوی[11] تو باتو گفت　　　　همه راستی ها گشاد از نهفت
مکن رای ویرانی شهر خویش　　　　زگیتی چو برداشتی بهر خویش
نکوهش مخواه از جهان سر به سر　　　　نبود از تبارت کسی تاجور[12]

خلوص اور وفا کا عنصر گویا عورت کے خمیر میں ہے اور انسان کی معاشرتی زندگی میں عورت کی یہ صفت سب سے بڑے محرک کے طور پر سامنے آتی ہے۔ اس کی وفا کا سب سے عظیم مظہر، شوہر سے وفاداری ہے۔ شاہنامہ فردوسی میں عشق کی بہت سی داستانیں مذکور ہیں۔ عاشق کا معیار، ظاہری حسن وزیبائی کی بجائے اچھی سیرت رہا ہے۔

شاہنامے میں لڑکیاں مرد کے ظاہری حسن سے متاثر نہیں ہوتیں بلکہ شجاعت، شہامت، دلیری اور جوانمردی اور شرافت کو عشق کا معیار گردانتی ہیں۔ مثلاً رودابہ[13]، شاہنامے کی داستانی ہیروئن، مہراب کابلی کی بیٹی، جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ شاہنامے کی روایت کے مطابق ضحاک کی نسل سے تھی اور وہ سام کا باجگذار تھا۔ رودابہ سام کے بیٹے زال (رستم کے باپ) کی محبت میں گرفتار ہو جاتی ہے اور اس کی کنیزیں یہ کہہ کر اس کی مخالفت کرتی ہیں کہ اس کے سر کے بال سفید ہیں اور اس میں کوئی جاذبیت نہیں۔ رودابہ انہیں یہ کہہ کر قائل کرتی ہے کہ میں اس کے ہنر سے متاثر ہوں۔ اس کی صفات کے بارے میں سن

کر اسے بن دیکھے، میرے دل نے اس کی محبت کا انتخاب کیا ہے۔

مرا مهر او دل ندیده گزید | همان دوستی از شنیده گزید
برا و مهر بانم نه برروی و موی | به سوی هنر گشتمش مهر جوی

زال بھی رودابہ کا شیفتہ وگرویدہ ہے۔ پنہانی طور پر ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ زال اس کے باپ سے رودابہ کو اپنے لیے مانگتا ہے۔ پہلے تو منوچہر، ایران کا بادشاہ زال اور رودابہ کے اس ملاپ پر راضی نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ خوفزدہ ہے کہ وہ ضحاک کی نسل سے ہے۔ لیکن اسے اپنے بزرگوں اور نجومیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ازدواج کا انجام اچھا ہے۔ اور رستم جیسا پہلوان ان کی اولاد ہوگا تو وہ اس رشتے پر راضی ہوجاتا ہے۔ رودابہ زال کی زوجیت میں آجاتی ہے اور وہ سیستان کی جانب روانہ ہوجاتے ہیں۔

شرم وحیا عورت کا حسن اور زیور ہے اور شاہنامے کی عورت اس زیور سے بے بہرہ نہیں۔ رودابہ شاہ کابل مہراب کی بیٹی، ناز و نعم میں پلی ہے۔ زال کو پسند کرتی ہے۔ لیکن جب باپ اس سے مخاطب ہوتا ہے تو شرم وحیا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتی اور باپ کے روبرو لب بستہ، سر جھکائے کھڑی ہے۔ شرم سے چہرہ سرخ ہے لیکن دل میں فکر مند ہے۔ پلکیں جھکائے دم سادھے کھڑی ہے۔ فردوسی اس زیبائی کی توصیف یوں کرتا ہے۔

به پیش اندر افگند رودابه سر | رخ از شرم پر خون و دل پر فکر
سیه مژه بر نرگسان دژم | فرو خوابنیده و نزد هیچ دم ألا

فردوسی زال کے اس عشق میں مبتلا ہونے اور اس کے اعتراف کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

من از دخت مهراب گریان شدم | چو بر آتش تیز بریان شدم
ستاره شب و روز یار منست | من آنم که دریا کنار منست
به رنجی رسید ستم از خویشتن | که بر من گیرید همه انجمن

عورت کی وفا کی بہت سی داستانیں شاہنامے میں رقم ہیں۔ مثلاً بیژن اور منیژہ کی داستان منیژہ افراسیاب کی بیٹی ہے۔ جب بیژن اور منیژہ کی محبت کی خبر افراسیاب تک پہنچتی ہے۔ تو وہ بیژن کو گرفتار کر کے زنداں میں ڈال دیتا ہے۔ منیژہ پر بھی عتاب نازل ہوتا ہے۔ دوسری جانب، رستم تاجر کے روپ میں توران جاتا ہے۔ راستے میں منیژہ سے مڈبھیڑ ہوتی ہے، جو ننگے پاؤں اور پھٹے کپڑوں کے ساتھ زندان کے گردو نواح میں اپنے شوہر کی رہائی کے لیے سرگرداں ہے۔ منیژہ یوں اپنی حالت بیان کرتی ہے۔

منیژه منم دخت افراسیاب | برهنه ندیدم تن آفتاب
کنون دیده پر خون و دل پر ز درد | از ین در بدان در دو رخساره زرد
همی نان کشکین فراز آورم | چنین راند ایزد قضا برسرم
برای یکی بیژن شور بخت | فتادم ز تاج و فتادم ز تخت

ازین زار ترچون بود روز گار — سر آرد مگر برمن این کرد گار
که بی چاره بیژن درآن ژرف چاه — نبیند شب و روز و خورشید و ماه
به غل و به مسمار بند گران — همی مرگ خواهد زیزدان برآن
مرا درد بردرد بفزود ازان — غم از دید گانم بپالود ازان

شوہر پرست منیژہ زاری والتماس کرتی ہے کہ اب اگر ایران سے تمہارا گزر ہو تو بیژن کی حالت زار گیو تک پہنچا دو کہ وہ پہنچنے میں دیر نہ کرے۔

کنون گرت باشد به ایران گزر — ز گودرز گشواد یابی خبر
به در گاه خسرو مگر گیورا — ببینی و یارستم نیورا
بگوی که بیژن به چاه اندرست — وگردیر آیی شود کار پست

آخر کار منیژہ رستم کی مدد سے اپنے شریک حیات کو زندان سے رہائی دلانے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

شاہنامے میں عورت کا وجود سراسر محبت، سرشاری، قربانی اور ایثار کے جذبات سے لبریز ہے اور یہ عواطف وجذبات صرف محبوب یا شوہر کے لیے ہی نہیں، بلکہ اولاد کی محبت ان تمام محبتوں پر غالب ہے۔ شاہنامے کی عورت بھی ایک عام ماں کی طرح طبعًا جوان بیٹے کی وفات کی خبر پا کر منہ سر پیٹتی گریباں چاک، چہرہ وبال نوچتی اور بین کرتی نظر آتی ہے۔ ''کشتہ شدن سہراب بہ دست رستم'' کے عنوان سے نظم میں جب رستم کے ہاتھوں سہراب کے مارے جانے کی خبر، سھراب کی ماں تہمینہ تک پہنچتی ہے تو تہمینہ کی آہ وزاری ایک عام عورت، خصوصاً ایک ماں کی حیثیت میں انہی جذبات کی عکاس ہے۔

به مادر خبرشد که سهراب گرد — به تیغ پدرخسته گشت و بمرد
خروشید و جوشید و جامه درید — به زاری برآن کودک نارسید

اپنے تن کی بوٹیاں اور بال نوچتی، گریباں چاک نوحہ کرتی تہمینہ، حقیقتاً 'ماں' ہے۔

بزد چنگ و بدرید پیراهنش — درخشاں شد آن لعل زیبا تنش
برآورد بانگ غریو خروش — زمان تا زمان زوهمی رفت هوش
فروبرد ناحق و دو دیده کند — برآورد بالا در آتش فلکند
مرآن زلف چون تاب داده کمند — به انگشت وپیچید واز بُن بکند
روان گشته از روی اوجوی خون — زمان تا زمان اندر آمد نگون
همه خاک تیره به سربرفلکند — به دندان زبازوئے خود گوشت کند
همه خاک تیره به سر برفلکند — به دنداں زبازوی خود گوشت کند
به سر برفلکند آتش و برفروخت — همه موی مشکین به آتش بسوخت
غریب و اسیر و نژند و نزار — به خاک اندرون آن تن نامدار

Scanned by CamScanner

زخون مژہ خاک را کرد لعل   همی روی مالید بر نعل و لعل
بپوشید بس جامہ نیلگون   همان نیلگون غرقہ کردہ بہ خون

اورسہراب کی جواں سال مرگ نے رنجور ماں کوسال سے زیادہ زندہ نہ رہنے دیا۔

بہ روز و بہ شب مویہ کرد و گریست
پس از مرگ سهراب سالی نزیست

شاہنامے کی ایک اور داستان میں فرود، کیخسرو کا بھائی جب محصور ہوتا ہے تو اپنی ماں سے کہتا ہے کہ اب دشمن جلد ہی اسے زیر کر لے گا۔ فرود یہ کہہ کر مرجاتا ہے۔ اس کی کنیزیں اور غلام قلعے سے کود کر جان دے دیتے ہیں اور اس کی ماں 'جریرہ' اس کی لاش کے قریب آ کر اپنا سینہ خنجر سے چھلنی کر کے گویا اس پر قربان ہوجاتی ہے۔

بیامد بہ بالین فرخ فرود   بر جامہ او یکی دشنہ بود
دو رخ را بہ روی پسر برنهاد   شکم بر درید و برش جان بداد

شوہر پرستی کے جذبے سے سرشار، اور اولاد کی محبت سے نڈھال، شاہنامے کی عورت جب بھی مرد پر حاکم ہوئی ہے تو اتنی توانا اور مضبوط دکھائی دیتی ہے کہ مرد بھی اس کے سامنے سر بہ زیر نظر آتے ہیں۔ فردوسی نے ایسی ہی خواتین میں سے ایک کو ''هروم'' کے نام سے یاد کیا ہے۔ جس کے ساتھ جنگ کرنے سے اسکندر بھی احتراز کرتا تھا۔ گردآفرید اور سهراب کی جنگ، ایرانی عورت کی دلیری اور شجاعت کی واضح علامت ہے۔ اس جنگ میں سهراب اپنے باپ رستم کی جستجو میں ایران آتا ہے اور توران کے بادشاہ افراسیاب کی طرف سے اس پر حملہ کیا جاتا ہے۔ سرداروں اور پہلوانوں کے ساتھ جنگ میں انہیں شکست دیتا ہے۔ سفید قلعے (دژ سفید) میں پہنچتا ہے۔ یہاں کے قلعہ بان کو ایک زبردست مقابلے کے بعد اسیر کر لیتا ہے۔ اسی قلعے میں ایک لڑکی، گردآفرید کے نام سے هجیر کی گرفتاری کے بعد سهراب کے مقابلے کو آتی ہے۔ اور اس کے ساتھ مقابلہ کرتی ہے۔ سهراب جو کہ رستم کی نسل سے ہے۔ ظاہر ہے باپ کی طاقت اسے ورثے میں ملی ہے۔ گردآفرید کا اس کے ساتھ مقابلہ، ایرانی عورت کی شمشیر زنی جیسے فن میں مہارت اور توانائی کی عجیب وغریب مثال ہے۔ میدان جنگ میں فردوسی، گردآفرید کے جنگی اوصاف کا یوں ذکر کرتا ہے۔

زنی بود برسان گردی سوار   همیشہ بہ جنگ اندرون نامدار
بپوشید درع سواران بہ جنگ   نبود اندر آن کار جای درنگ
نهان کرد گیسو بہ زیر زره   بزد برسر ترک رومی گره
فرود آمد از دژ بہ کردار شیر   کمر بر میان، بادپای بہ زیر
بہ پیش سیاه اندر آمد چوگرد   چورعد خروشان یکی ویلہ کرد[15]

اور جب سهراب پر یہ راز کھلتا ہے کہ اس کا مدمقابل پہلوان مرد نہیں، عورت ہے تو وہ سپاهگری بھلا کر اس

کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

ندانم چه کرد آن فسونگر به من
که ناگه مرابست راه سخن ۱۶

فردوسی نے شاہنامے میں عورت کے عاقل اور ہوشیار ہونے کے اعتراف کیا ہے۔ دارا کی بیٹی روشنک تعریف یوں کی گئی ہے۔

بر آن بر زود آن یکی خوب چهر
تو گفتی خرد پرور یدش به مهر
چو مادرش بر تخت زرین نشاند
سکندر براوهستی جان فشاند ۱۷

فردوسی کیدھندی کی بیٹی کی تعریف میں یوں رقمطراز ہے۔

زدیدار و چهرش خرد بگذرد
همی دانش او خرد پرورد ۱۸

عورت کے حسن و زیبائی کا تذکرہ مبالغہ کی حد تک کیا گیا ہے۔ لیکن شاہنامے کی عورت ظاہری حسین میں بے مثل ہے لیکن اس حسن کا ذکر اس کی روحانی پاکیزگی اور شرم و حیا اور نجابت کے ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ سیندخت، رودابہ، تھمینہ، فرنگیس، جریرہ، منیژہ گرد آفرید، کتایون، گردیہ اور شیرین، عشق و محبت کے ساتھ ساتھ احترام کی بھی حقدار ہیں کیوں کہ یہ سبھی خواتین، حسن ظاہری کے ساتھ ساتھ حسن باطنی سے بھی بہرہ ور ہیں۔ الغرض عورت کی زندگی، ماں، بہن، بیٹی، بیوی، ہر روپ میں محبت اور ایثار سے لبریز ہے اور شاہنامے کی خواتین ان تمام اوصاف سے بہ درجہ اتم متصف میں اور مردوں کے شانہ بشانہ نیکی اور خوبی کی تلاش میں سرگرم عمل ہیں۔

حواشی

۱۔ قرآن، سورہ بقرہ، آیت ۳۵
۲۔ نظام حقوق زن در اسلام، شهید مرتضی مطهری، انتشارات صدرا، چ هشتم، ص ۱۱۷، سال ۱۳۵۷ھ ش
۳۔ زنان سخنور، علی اکبر مشیر سلیمی، ج ۲، ص ۱۲
۴۔ شاہنامہ حکیم ابوالقاسم فردوسی، چ نھم، امیر کبیر، تھران ۱۳۶۹ھ ش
۵۔ شاہنامہ، حکیم ابوالقاسم فردوسی، کتابفروشی و چاپخانہ علی اکبر علمی، ج اول، ص ۴۲
۶۔ درآمدی بر اندیشہ و ھنر فردوسی، سعید حمیدیان، ص ۲۱۲۔ نشر مرکز، ۱۳۷۳ھ ش
۷۔ فرھنگ ادبیات فارسی دری، دکتر زھرای خانلری کیا، ص ۲۳۷، انتشارات بنیاد فرھنگ ایران ۱۳۴۹ھ ش
۸۔ فرہنگ آنندراج، زیر نظر دکتر محمد دبیر سیاقی، تالیف محمد پادشاہ متخلص بہ شاد، ص ۲۵۴۵ از انتشارات کتابفروشی خیام، چ دوم، ۱۳۶۳ھ ش

Scanned by CamScanner

۹۔ شاہنامہ حکیم ابوالقاسم فردوسی، کتابفروشی و چاپخانہ علی اکبر علمی، ص ۵۷۳، ج چھارم، قدرت و مقام زن در ادوار تاریخ، از غلام رضا انصاف پور، تھران ۱۳۴۶ھ ش

۱۰۔ ایضاً ص ۵۷۳، ج چھارم

۱۱۔ شاہنامہ میں ''آھو'' عیب اور برائی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۲۔ شاہنامہ حکیم ابوالقاسم فردوسی، کتابفروشی و چاپخانہ علی اکبر علمی، ج چھارم، ص ۵۲۴

۱۳۔ صاحب برہان قاطع نے رودابہ ایک قلعے کا نام بتایا ہے جہاں رودابہ رہتی تھی۔

۱۴۔ فرھنگ وادبیات فارسی دری، دکتر زھرای خانلری کیا، انتشارات بنیاد فرہنگ، ص ۲۳۷، ایران ۱۳۴۸ھ ش

۱۴۔ قصہ ھای شھنامہ، محمد حسن شیرازی، انتشارات دانش آموز، چاپخانہ طلوع آزادی، نشر دانش۔

۱۵۔ غمنامہ رستم و سھراب، دکتر جعفر شعار، دکتر حسن انوری، ص ۸۱، بیت ۱۹۶ تا ۱۹۹

۱۶۔ شعرالعجم، شبلی نعمانی، ج اول۔ ص ۱۱۸، چ دوم۔ ۱۳۳۵

۱۷۔ محمد علی اسلامی ندوشن، یغما، شمارہ مسلسل ۲۴۸، ش دوم، ص ۶۵ اردیبھشت، ۱۳۴۸ھ ش

۱۸۔ ایضاً ص ۶۲

منابع و مراجع

۱۔ القرآن، ترجمہ شیخ الہند، حضرت مولانا محمود الحسن و شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، مجمع الملک فہد، لطباعت المصحف شریف۔

۲۔ حکیم ابوالقاسم فردوسی، چاپخانہ شرکت مطبوعات، ج چھارم، تھران

۳۔ درآمدی بر اندیشہ و ھنر فردوسی، سعید حمیدیان، ج اول، نشر مرکز، تھران، ۱۳۷۲ھ ش

۴۔ زنان سخنور، علی اکبر مشیر سلیمی، ج اول، چ، دوم، علمی، ایران

۵۔ شاہنامہ حکیم ابوالقاسم فردوسی، انتشارات امیر کبیر، چ نھم، تھران ۱۳۶۹ھ ش

۶۔ شعرالعجم یا تاریخ شعر و ادبیات ایران، از علامہ شبلی نعمانی ترجمہ سید محمد تقی فخر داعی گیلانی، چ، دوم، انتشارات کتابفروشی ابن سینا، چاپخانہ مھر، ایران ۱۳۳۵

۷۔ غمنامہ رستم و سھراب، دکتر جعفر شعار، دکتر حسن انوری، انتشارات علمی تھران

۸۔ فرھنگ ادبیات فارسی دری، دکتر زھرای خانلری کیا، انتشارات بنیاد فرہنگ ایران، ۱۳۴۹ھ ش

۹۔ فرھنگ آنندراج، زیر نظر دکتر محمد دبیر سیاقی، تالیف محمد پادشاہ، متخلص بہ شاد، از انتشارات کتابفروشی خیام، چ دوم، ۱۳۶۳

۱۰۔ کتاب حکیم ابوالقاسم فردوسی، ج اول، شاہنامہ، از دستنویس فلورانس بہ قلم کتر عزیز اللہ جوینی انتشارات دانشگاہ تھران، ۱۳۷۵ھ ش

۱۱۔ قدرت و مقام زن در ادوار تاریخ، غلام رضا انصاف پور، تھران، ۱۳۴۶ھ ش

Scanned by CamScanner

۱۲۔ قصه هاى شاهنامه، محمد حسن شيرازى، انتشارات دانش آموز، چاپخانه طلوع آزادى، نشر دانش، تهران

۱۳۔ نظام حقوق زن دراسلام، شهيد مرتضى مطهرى، انتشارات صدرا، چ هشتم، ۱۳۵۷ھ ش

۱۴۔ هزاره فردوسى، جمعى از دانشمندان چ اوّل، تهران، ۱۳۶۲ھ ش

Scanned by CamScanner